اسلامک ماڈرن ازم کیا ہے؟

اس موضوع پر ساحل کا دوسرا شمارہ حاضر خدمت ہے جس میں پہلی مرتبہ بنیادی حقوق انسانی کے منشور کا اسلامی محاکمہ کیا گیا ہے۔اس منشور کی ہر شق قرآن حکیم، سنت رسول کریم اور اجماع امت کے صریحاً منافی ہے لیکن ایک اسلامی صحافی جناب محمد صلاح الدین شہید نے ''بنیادی حقوق'' نامی کتاب لکھ کر بنیادی حقوق کو اسلام سے ثابت کرنے کی کوشش کی۔محمد صلاح الدین عالم دین نہیں تھے اور انھوں نے روایتی علوم دین اور علوم نقلی علماء سے حاصل نہیں کیے وہ عربی زبان سے بھی ناواقف تھے لہٰذا قرآن کے ترجموں کے ذریعے انھوں نے مغربی فکر و فلسفے کا اسلامی جواز پیش کرنے کی کوشش کی۔افسوس کی بات یہ تھی کہ وہ مغربی فکر و فلسفے کی تاریخ، مابعد الطبیعیات، اس کی علمیات، کونیات سے بھی لاعلم تھے لہٰذا انھوں نے مغربی اصطلاحات کو تاریخی تناظر میں دیکھے بغیر اس کے غلط سلط اردو تراجم کو سامنے رکھ کر مغرب کی ملحدانہ، گمراہ کن، غیر مذہبی، جاہلانہ اصطلاحات کو اسلام کے سانچے میں ڈھال دیا۔یہ عجیب بات ہے کہ اس مفروضے پر یقین کر لیا گیا کہ بنیادی حقوق کا فلسفہ مسلمہ عالمی اقدار ہیں لیکن کوئی یہ نہیں بتاتا کہ یہ مسلمہ عالمی اقدار کیا قرآن سے اخذ کی گئی ہیں یا سنت رسول کریم سے آخری الکتاب قرآن حکیم ہے اس میں دیا گیا پیغام آخری حق ہے جو قیامت تک برقرار رہے گا۔اس الحق کے سوا کوئی اصول، کوئی دستور، کوئی قانون، کوئی نظریہ، کوئی منشور، کوئی بنیادی و انسانی حقوق غیر متنازعہ، مسلمہ، مصدقہ اقدار کے طور پر قبول نہیں کیے جاسکتے، اسے قبول کرنے کا سیدھا سادا مطلب یہ ہے کہ حق، خیر الکتاب باطل ہے اور مغرب کی ایجاد کردہ کتاب قانون قرآن پر فائق، برتر اور غالب ہے۔

یہ سوال کوئی نہیں اٹھاتا کہ بنیادی حقوق کا منشور کس نے تحریر کیا؟ اقوام متحدہ کس نے بنائی؟ کس کے لیے بنائی گئی؟ کیوں اس کی تشکیل ہوئی؟ کس نے یہ دعویٰ کیا کہ بنیادی حقوق مسلمہ عالمی اقدار میں اگر ایسا تھا تو اقوام متحدہ نے جبراً اس پر دستخط کیوں کرائے؟ یہ دستخط پچاس سال کے عرصے میں کیوں ہوئے؟ اگر اقدار مسلم تھیں تو ہر ملک فوراً دستخط کیوں نہیں کرنے پر تیار ہوا؟ اگر تمام انسان برابر ہیں، تمام مذاہب قومیں برابر ہیں تو اقوام متحدہ میں صرف پانچ طاقتوں کو ویٹو پاور کیوں دی گئی ہے اور دنیا کے سینکڑوں ملکوں کو پانچ ملکوں کے رحم و کرم پر کیوں چھوڑ دیا گیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی اکثریت بے وقوف، احمق اور جاہل ہے اور صرف پانچ ممالک عقل مند، مہذب اور انسان ہیں لہٰذا وہی انسانیت کی قسمت کے بارے میں بہتر فیصلے کر سکتے ہیں۔

بنیادی حقوق کا منشور امریکی صدر روز ویلیٹ کی بیوی ایلینیا روز ویلٹ نے تحریر کیا۔اس منشور کی بنیاد امریکا کا دستور، بل آف رائٹ اور فیڈرلسٹ پیپرز ہیں۔اقوام متحدہ بنانے کی تجویز امریکا نے پیش کی اور اس کا

مقصد ہٹلر کی جانب سے یہودیوں کے قتل عام کو روکنا تھا جب امریکا میں ۸۰ لاکھ سرخ ہندی ہلاک کیے جا رہے تھے تو دنیا کی کسی طاقت روس، فرانس، برطانیہ، امریکا کو اسی لاکھ سرخ ہندیوں کا خیال نہیں آیا کیونکہ یہ انسان نہیں تھے۔ حقوق انسانی کے منشور کے نتیجے میں سیاست، معیشت اور معاشرت میں بنیادی تبدیلیاں پیدا ہوئیں اور ڈیموکریسی اکنامکس اور سوشل سائنسز وجود میں آئے۔ اس کے نتیجے میں حق کی جگہ خواہش نفس، خیر کی جگہ مفاد عامہ، کتاب انجیل کی جگہ کتاب فطرت اور کتاب آئین، مذہب اور خدا کی جگہ عقل، نیچر، فلسفہ، سائنس اور ٹیکنالوجی، پیغمبر، علماء، مشائخ کی جگہ فلسفی، سائنس دان، سوشل سائنسٹ مذہب کی جگہ مذہب سرمایہ داری، حقوق اللہ کی جگہ بنیادی حقوق، حقوق العباد کی جگہ انسانی حقوق، خالق کی جگہ مخلوق، معبود کی جگہ عبد، عقیدہ کی جگہ تجربہ اور ایمان کی جگہ سائنٹفک میتھڈ نے لے لی لہٰذا ہر وہ نظریہ یا عقیدہ جو عقل اور حواس کے دائرے میں نہ آسکے وہ بے کار اور احمقانہ ٹھہرا لہٰذا اللہ کتاب، پیغمبر اور آخرت بے کار ٹھہرائے گئے اور عقلیت ہی تمام چیزوں کے لیے فیصلہ کن ٹھہری لہٰذا مختلف مذاہب اور قرآن میں بیان کردہ معجزات، عقیدہ ایمان، روحانیت وغیرہ سب لغو، مہمل لایعنی ٹھہرے۔

افسوس یہ ہے کہ ہمارے مسلم دانشور، مفکرین جو مغربی فکر و فلسفے کی تاریخ سے قطعاً ناواقف ہیں انھوں نے مغرب کے فکر و فلسفے کا مطالعہ کیے بغیر مغرب کے حق میں بیان بازی اور تقاریر کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس سلسلے کی دو اہم تقریریں ڈاکٹر محمود احمد غازی اور ملائشیا کے وزیر اعظم ڈاکٹر عبداللہ احمد بداوی کی ہیں دونوں بزرگوں کے اخلاص، ایمان اور درد میں کسی شک کی گنجائش نہیں لیکن دونوں مخلصین نے نہایت سادہ لوحی کے ساتھ مغرب کی تقسیم علوم، اصطلاحات کو غیر جانبدار Value Nutral سمجھ کر قبول کر لیا۔ دونوں یہ بھول گئے کہ امت مسلمہ کو ایسے اجتہاد کی ضرورت ہے جو تقلید کو ممکن بنا سکے۔ اس کے برعکس ان کا موقف یہ ہے کہ ''اسلامی قانونی یا علمی فکر اپنے آپ کو محض الٰہی متن کی لفظی پیروی تک محدود نہیں رکھ سکتی شریعت کو محض بے لچک قوانین کا ایک مجموعہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ [موصوف اسلامی شریعت کی تاریخ سے قطعاً ناواقف ہیں] مسلمانوں کو [خذ ما صفا ودع ما کدر] کے اصول کے تحت مغرب کے مثبت پہلوؤں سائنس، ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنا چاہیے [سائنس اور ٹیکنالوجی کو ویلیو نیوٹرل سمجھنے والے ان فلسفیانہ مباحث سے قطعاً ناواقف ہیں جو مغربی فلسفیوں ہائیڈگر وغیرہ کی تحریروں میں مل جاتے ہیں۔ سائنس و ٹیکنالوجی، مغربی فکر و فلسفے کی آلہ کار ہے] موصوف منطق ریاضی اور سوشل سائنسز کو ایک ہی چیز سمجھتے ہیں جبکہ منطق و ریاضی الگ چیز ہے اور سوشل سائنسز ایک خاص تہذیب کے آلہ کار علوم ہیں۔ افسوس کہ ہمارے دینی طبقات مغربی فلسفے کو پڑھنے کے لیے تیار نہیں۔ المیہ یہ ہے کہ اب علماء کو سیاستدان اور صحافی قسم کے دانشور اسلام کی علمیات سمجھانے لگے ہیں۔ یہ صورت حال ایک انقلاب کا پیش خیمہ ہے انشاء اللہ علماء کرام جلد ہی مغربی فکر و فلسفے کا مطالعہ کریں گے اور جدیدیت پسند مسلم دانشوروں کا زبردست علمی محاکمہ شروع کریں گے۔